بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین.........

اداریہ

دو مسئلے اس بار ہمارے زیرِ غور ہیں۔ اور دونوں اہم ہیں اداریہ میں ان کو زیرِ بحث لانے کا مقصد ان پر اہلِ علم کو گفتگو کی دعوت دینا اور اربابِ اختیار کو غور وفکر وحل کی طرف توجہ دلانا ہے۔ ان میں سے ایک تو محکمہ آثار قدیمہ کے زیرِ تحویل مساجد میں نماز کا مسئلہ ہے کہ وطن عزیز میں متعدد مساجد ایسی ہیں جو محکمہ آثار قدیمہ کے زیرِ کنٹرول ہیں۔ شرعاً ان مساجد کا اسلامی حکومت کے کسی محکمہ کے کنٹرول میں ہونا اگرچہ کوئی امر ناجائز نہیں کہ حکومت ملکی املاک داوقاف کی منتظمہ ہوتی ہے۔ البتہ غور طلب معاملہ یہ ہے کہ وہ مساجد جو محکمہ آثار قدیمہ کے کنٹرول میں ہیں ان میں نماز ہورہی ہے یا نہیں۔ بعض مقامات پر تو مساجد کی عمارتیں مخدوش ہونے کی وجہ سے ان میں نماز کی ادائیگی موقوف ہوچکی ہے اور یہ امن عامہ اور تحفظ کے پیش نظر ہے چنانچہ اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن کیا محکمہ آثار قدیمہ کی یہ ذمہ داری نہیں کہ وہ ان تاریخی مساجد کی مرمت کا کام کروائے اور ان مساجد کے صحن یا کسی کشادہ ملحقہ حصہ میں نمازوں کا اہتمام کرے؟ مساجد تو بنائی ہی عبادت کے لئے جاتی ہیں پھر ان کو بند کردینا اور نمازوں کی ادائیگی کا ان کے کسی حصہ میں متبادل انتظام نہ کرنا زیادتی ہے۔

شرعی اعتبار سے مسجد ہمیشہ کے لئے مسجد ہی ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور فقہاء کی یہی رائے ہے۔ اور اسی پر فتوی ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ **ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدا عند الامام والثانى ابدا الى يو م الساعة وبه يفتى ......** **(الدر المختار ج ۳ ص ۴۰۷ ، نیز فتاوی ھندیہ)**

یعنی اگر مسجد کے اردگرد کی آبادی نہ رہے علاقہ ویران ہوجائے اور اب وہاں مسجد کی ضرورت ہی باقی نہ رہے، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب بھی وہ جگہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی۔ اسی پر فتوی ہے۔

☆الغرم بالغنم ☆ خسارہ نفع کے ساتھ ساتھ ہی ہوتا ہے ☆

نیز یہ کہ: **ولو خرب المسجد وماحوله وتفرق الناس عنه لا يعود الى ملك الواقف عند ابی یوسف** (شامی ج ۳ ص ۴۰۷)

یعنی اگر مسجد اور اس کے گرد اگرد کی آبادی ویران ہوگئی اور لوگ ادھر ادھر نقل مکانی کر گئے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب بھی وہ جگہ واقف (مسجد کے لئے جگہ وقف کرنے والے شخص) کی ملکیت نہیں بنے گی۔

امام نووی فرماتے ہیں **اما المسجد فانه اذا انهدم و تعذرت اعادته فانه لا يباع بحال لامكان الانتفاع به حالا بالصلوٰة فی ارضه ....** (شرح المهذب ج ۱۵ ص ۳۶۰) یعنی مسجد اگر، گر جائے اور اس کا نئے سرے سے تعمیر کرنا مشکل ہو جائے تو مسجد کی اس جگہ کو فروخت نہیں کیا جا سکتا جبکہ مسجد کی اس زمین پر نماز پڑھنا ممکن ہو۔

اعلام الساجد باحکام المساجد میں ہے **اذا تعطل المسجد بتفرق الناس عن البلد او خرابها او بخراب المسجد فلا يعود مملوكا.......** (اعلام الساجد باحكام المساجد. ص ۳۴۵)

یعنی اگر لوگوں کے بستی چھوڑ جانے یا بستی کے ویران ہو جانے یا مسجد کے ویران ہو جانے سے مسجد میں عبادات معطل ہوگئیں تو مسجد کی یہ جگہ کسی کی ملکیت نہیں بن سکتی۔

تفسیر روح المعانی میں اس آیہ طیبہ: **ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه وسعى فى خرابها** .... کی تفسیر میں لکھا ہے: **سعى فى خرابها اى هدمها وتعطيلها** ......

چنانچہ مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ محکمہ آثار قدیمہ کے زیر تحویل مساجد میں جہاں جہاں مساجد میں نماز معطل ہے، وہاں وہاں نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کیا جانا چاہئے اگر قدیم مساجد کی عمارات اتنی بوسیدہ ہو چکی ہیں کہ ان میں نماز کی ادائیگی سے انسانی جانوں کی ہلاکت کا اندیشہ ہے تو ان مساجد سے ملحقہ حصوں میں جبکہ وہ مسجد ہی کے لئے وقف ہوں نماز کی ادائیگی کا اہتمام ہونا چاہئے۔عجیب بات یہ ہے کہ بعض تاریخی مساجد میں نماز تو معطل ہے کہ انسانی جانوں کو خطرہ ہے مگر ان مساجد کی سیاحی جاری ہے۔آنے والوں کو ان مساجد

کے اندرونی حصوں تک کو دیکھنے اور ان کی تصاویر بنانے سے کوئی نہیں روکتا۔ یہ صورت حال صرف پاکستان ہی میں نہیں دنیا بھر کی بہت سی مساجد کے ساتھ ہے۔ ان مساجد کی بحالی کا مطالبہ کیا جانا چاہئے اور ان میں یا ان سے ملحق حصوں میں نماز کی ادائیگی کا عمل شروع ہونا چاہئے۔

یہاں ضمناً ہم یہ بات بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے زلزلہ زدہ علاقوں کی جو مساجد گر گئی ہیں انہیں آثار قدیمہ بنانے کی بجائے ان کی جگہ نئی مساجد کی تعمیر کا کام بحالی کے پروگرام میں شامل ہونا چاہئے۔ اور وہاں نمازوں کی ادائیگی کا اہتمام کیا جانا چاہئے نیز ان مساجد کی اراضی کو کسی اور مصرف میں لانے کی کوئی کوشش نہیں ہونی چاہئے۔

دوسرا مسئلہ ان مساجد کا ہے جو مسلکی اختلافات کے سبب مقفل (Lock) کردی گئی ہیں۔ اور ان میں نماز معطل ہے۔ ان مساجد کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ ایسی مساجد کے جھگڑوں کا تصفیہ مشکل نہیں مگر سرکاری مشینری جسے مشکل بنانا چاہے وہ کام مشکل ہی نہیں ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ بڑی آسان سی بات ہے کہ مسجد تعمیر کس نے کی؟ تعمیر کرنے والے لوگوں کا مسلک کیا تھا؟ ظاہر ہے کہ فی زمانہ کوئی بھی شخص اپنے علاوہ کسی دوسرے مسلک کے لوگوں کے لئے مسجد نہیں بناتا۔ تو جو واقف ہے اس کے مسلک کا جہاں اعتبار ممکن ہو وہاں اس کا اعتبار کرلیا جائے۔ ایسی مساجد کا کوئی حل نہ نکالنا اور انہیں بند رکھنا ظلم ہے اور اس ظلم سے قرآن کریم میں خبردار کیا گیا ہے: **ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان يذكر فيها اسمه و سعى فى خرابها**......

کیسی عجیب بات ہے کہ جھگڑے صرف مسجدوں پر اور مسجدوں ہی میں نہیں ہوتے۔ مگر پابندی صرف مسجدوں پر ہی لگتی ہے۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لسانی تنظیموں، سیاسی تنظیموں اور مذہبی گروہوں کے طلبہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں لیکن کیا کبھی کوئی یونیورسٹی یا کالج مقفل کیا گیا؟ عارضی طور پر تدریس کی معطلی اور بات ہے۔ بازاروں میں لوگ لڑ پڑتے ہیں تو کیا بازار مقفل ہو جاتے ہیں، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں حکمران اور سیاستدان ایک دوسرے کے گریباں تک پھاڑ ڈالتے ہیں تو کیا کبھی قومی اسمبلی یا کسی صوبائی اسمبلی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یا غیر معینہ مدت تک کے لئے مقفل کیا گیا؟ تو پھر آخر مساجد ہی کو کیوں مقفل کیا جاتا ہے؟ ان میں بھی وہی حفاظتی تدابیر کیوں اختیار نہیں کی جاتیں جو اور جگہوں پر امن عامہ اور حفاظت کے لئے کی جاتی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں سمجھ بوجھ بصیرت اور ہدایت عطا فرمائے (آمین)

☆ فرض وہ فعل ہے جسے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اور جسے جان بوجھ کر ترک کرنا سخت گناہ ہے ☆